طلعتِ کربلا



خورشید بک ڈپو

۲۲۵۶۔ احاطہ حجن بی رودگران لال کنواں دہلی ۶

وہ جس کو سن کے زمانہ لرز لرز اُٹھے
ادب سے پھر وہی تاریخ کربلا لکھ دو



مرتبہ

مولانا تنویر احمد عنبری امجدی

خورشید بک ڈپو
۲۲۵۶۔ احاطہ مجن پی روڈ گران لال کنواں دہلی ۶

فہرست

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
پیکر شفقت عظیم المرتبت حضرت علامہ مولانا تنویر احمد عنبر امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ایک ادبی اور علمی شخصیت کا نام ہے جن کی مساعیٔ جمیلہ قوم کے سامنے اکثر وبیشتر آتی رہتی ہے سرزمین بھیونڈی کے شانتی نگر علاقہ میں "بزم عرفان شعراء" کے نام نئی نسل کے شعراء کو شعری محاسن معایب سے روشناس کرانے کے لئے اپنی نوعیت کی ایک انجمن کا قیام آپ ہی کی مرہون منت ہے جہاں تک میری معلومات ہے بھیونڈی اور عروس البلاد (بمبئی) میں رہنے والے نئی نسل کے شعراء بھی اپنی تخلیقات کو اصلاح کے لئے بزم عرفان شعراء کے سپرد کرتے ہیں اور شعری محاسن نقائص سے آگاہ ہوکر اپنی اصلاح کرتے ہیں۔

حضرت عنبر امجدی صاحب قبلہ کی ترتیب کردہ نعتیہ کتاب "بہار طیبہ" اور "سویٹ مدینہ" منظر عام پر آئی ہیں جنہیں کافی مقبولیت ملی اور ہندوستان کے اکثر و بیشتر پبلشروں نے اسے چھاپا اور اس کی اشاعت کی یہ مجموعہ "طلعت کربلا" مناقب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مشتمل ہے میں نے اس مجموعہ کو بستہ بستہ دیکھا کافی پسند آیا انشاء اللہ عوام اہلسنت وجماعت میں یہ مجموعہ

مناقب کافی مقبول و متعارف ہوگا۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت علامہ و مولانا عنبر امجدی صاحب کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرماتے ہوئے دین اسلام اہلسنت و جماعت کی نشر و اشاعت میں تا عمر مصروف رکھے۔ آمین۔ تاکہ حضرت برابر اسی طرح کی معلوماتی، اسلامی، دینی، شعری، ادبی کتابوں کی ترتیب و تالیف اور تصنیف میں اوج کمال کی سرحدوں پر جا پہنچیں اور ان کے فیوض سے ہم بے مایہ بھی سیراب ہوتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین

فقط والسلام

مبشر حسین دانش علوی دھاراوی ممبئی

انتساب

ان شہیدانِ وفا کے نام جن کے لہو کی یادیں آج بھی کشت اسلام کو سرسبز و شاداب رکھتی ہیں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عنبر امجدی

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ! احباب کے آرزوؤں کی تکمیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں مناقبِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر مشتمل ''طلعتِ کربلا'' پیش کرنے کی جسارت کے ساتھ فرحت وانبساط محسوس کر رہا ہوں۔ اس سے قبل نعتوں کا دو مجموعہ بنام ''بہارِ طیبہ'' اور ''سویٹ مدینہ'' آپ کی خدمت میں پیش کیا گمان سے زیادہ آپ نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا نتیجتاً ایک سال میں دس ہزار کی تعداد کمیاب ہوئیں۔

آپ کی پسند نے میرے حوصلوں کو مزید توانائی بخشی جس کا ثمرہ ''طلعتِ کربلا'' کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے امید ہے کہ یہ مجموعہ بھی آپ کے اعلیٰ ذوق کی تشنگی کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ذوقِ نعت ومنقبت کو سلامت رکھے اور میرے حوصلوں کو توانائی کے ساتھ ساتھ عزم واستقلال عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حمد باری تعالیٰ

عنبرؔ اسجدی

کرم ہے بے حد ازل سے مجھ پر اے میرے پروردگار تیرا
حیاتِ کل کائنات پر ہے خدایا بس اختیار تیرا

نہ تجھ سا اول نہ تجھ سا آخر نہ تجھ سا ظاہر نہ تجھ سا باطن
تمام باتیں بتا چکا ہے نبی عالی وقار تیرا

فلک پہ شمس و قمر ستارے، زمیں پہ ہر کیف زا نظارے
جہاں میں ہر سو نظر نے دیکھا کہ جلوہ ہے نور بار تیرا

سراپا عاصی ہوں میرے مولا مگر ہوں تیرے نبی کا شیدا
خدایا محشر ہے مغفرت کر یہ کہتا ہے خاکسار تیرا

یہ التجا ہے اے میرے یزداں پلا دے مجھ کو بھی جامِ عرفاں
حیاتِ عنبر میں عمر بھر ہو خدایا باقی خمار تیرا

نعت

مولانا شبلی پوکھریروی

یا نبی جلوہ دکھاؤ کہ ذرا جی بہلے
یا کبھی پاس بلاؤ کہ ذرا جی بہلے

اے نکیرین سوالات سے پہلے مجھ کو
حال آقا کا بتاؤ کہ ذرا جی بہلے

لحہ لحہ میرا فردوسِ بداماں کر دو
آؤ آؤ کبھی آؤ کہ ذرا جی بہلے

خامشی قبر کی اور میں میرے احباب کبھی
داستاں پڑھ کے سناؤ کہ ذرا جی بہلے

شافعِ حشر سرِ حشر گنہگاروں کو
جام کوثر کا پلاؤ کہ ذرا جی بہلے

گھپ اندھیری میں گھری ہے یہ مری تنہائی
جلوۂ حسن دکھاؤ کہ ذرا جی بہلے

عرض شبلی کی ہے اے رحمت عالم اتنی
اپنے دامن میں چھپاؤ کہ ذرا جی بہلے

داستانِ اہل بیت

حضرت علامہ حسن رضا خاں فاضل بریلوی

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیتِ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر شانِ اہل بیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہل بیت

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

جمعہ کا دن ہے کتابِ زیست کی طے کرکے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہل بیت

اے شبابِ فصلِ گل، یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبانِ اہل بیت

باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہل بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہل بیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جانِ عالم ہو فدائے خاندانِ اہل بیت

سر شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر شانِ اہل بیت

زخم کھانے کو تو، آب تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں، بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

بے ادب، گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆

قطعہ

شاہ ہست حسین، بادشاہ ہست حسین
دین است حسین دیں پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

لاڈلہ نواسہ

حضرت علامہ نظمی میاں مارہروی

حسین کے نام پاک پر آج نوری میلہ جو سج گیا ہے
یہ نورِ احمد کا ہے تصدق ہر ایک نوری بنا ہوا ہے

درِ نبی پر حسین آئے ہیں عرض کرنے سلام رخصت
لپٹ لپٹ کر مزار سے اب نواسہ نانا کا رو رہا ہے

یزیدیوں کو پرے ہٹاتے فرات پر وہ امام آئے
مگر یہ پانی پئیں تو کیسے خیال زینب کا آرہا ہے

نبی کا وہ لاڈلا نواسہ کھڑا ہے میداں میں بھوکا پیاسا
وہ جس کا کوثر پہ ہے اجارہ اسی کا سوکھا ہوا گلا ہے

حسین کا نام اور ماتم نہیں ہے اہل سنن کا شیوا
شہید مرتے نہیں ہیں نظمی قرآن اعلان کر رہا ہے

میرے حسین

عنبر امجدی

آیئے امداد کو بہر خدا میرے حسین
لب پہ ہے بس نام نامی آپ کا میرے حسین

نورِ نگاہِ فاطمہ، لختِ دلِ حضرت علی
راکبِ دوشِ نبی ہیں پارسا میرے حسین

راہِ حق میں بہتے ہر اک قطرۂ خوں کی قسم
ہے مقدس سرزمینِ کربلا میرے حسین

خلد میں ہر نوجوانوں کے تمہیں سردار ہو
مجھکو بھی اک جام عشق مصطفیٰ میرے حسین

مذہب حق کے لئے بھائی، بھتیجے، بھانجے
لختِ دل کو تو نے قرباں کر دیا میرے حسین

آپ کی تنویر سے روشن رہے عنبر سدا
دیجئے چشم عطا کی کچھ ضیاء میرے حسین

سلطانِ کربلا

مولانا جاوید شاہ ہندی علیہ الرحمۃ

جاری ہے زمانے میں فیضانِ کربلا
صد ہا سلام تم پہ ہو اے جانِ کربلا

عالم نہ پوچھئے لب نہر فرات کا
صبر حسین اور تھا میدانِ کربلا

صبر و رضا کی اور میں کس کی مثال دوں
اپنی مثال آپ تھے سلطانِ کربلا

لہرا رہا ہے سر بہ فلک پرچم حسین
اللہ رے یہ عزم جوانانِ کربلا

باطل کا سر جھکا کے رہے حق کے سامنے
دیکھے تو کوئی شانِ اسیرانِ کربلا

سارا زمانہ ہوتا ہے جاوید سوگوار
آتی ہے جب بھی یاد شہیدانِ کربلا

جگر پارۂ بتول

مفتی احمد یار خان سالکؔ علیہ الرحمۃ

سر وہ ہے جو کٹے اسلام کی خدمت کے لئے
آبرو وہ جو گئے دین کی عظمت کے لئے

جو کہ ہے دل سے جگر پارۂ زہراء پہ نثار
خلد ہے اس کے لئے اور وہ جنت کے لئے

ناؤ میں آلِ نبی نجم ہیں اصحابِ رسول
للہ الحمد کہ مژدہ ہے یہ امت کے لئے

نو نہالِ چمن مصطفوی، مرتضوی
جسے قدرت نے چنا زینتِ جنت کے لئے

ہاشمی باغ ہوا ہاشمی خون سے سیراب
باغِ زہراء کٹا اس باغ کی نزہت کے لئے

ہر دنیٰ چیز ہوا کرتی ہے اعلیٰ پہ نثار
جسم ہے جاں کے لئے جان ہے عترت کے لئے

کیوں جھکے سامنے دنیٰ کے وہ ذاتِ اعلیٰ
جس کا ہر نقش قدم قبلہ ہو امت کے لئے

جو کہ آغوش پیمبر میں پھلا پھولا تھا
کربلا میں وہ کٹا دیں کی حفاظت کے لئے

استقامت پہ فدا ہیں تیرے اے دست حسین
نہ گیا ہاتھ میں بے دین کے بیعت کے لئے

اس دوگانہ پہ فدا ساری نمازیں جس میں
دھار حلقوم پہ سرخم ہو عبادت کے لئے

کھل گیا اس سے اگر حق پہ نہ ہوتے اصحاب
دست حسنین نہ بڑھتا کبھی بیعت کے لئے

سالک اصحاب تو نورانی ہیں اور آل ہے نور
نور کو نور ہی لاحق تھا معیت کے لئے

صلِّ علیٰ کے پھول

آئے ہیں اب میدان میں علی مرتضیٰ کے پھول
زہراء بتول اور چمن مصطفیٰ کے پھول

ان کی وفا، صبر ورضا حق پر ثبات سے
ہر دم ہیں تازہ گلشن دیں میں وفا کے پھول

حوریں جناں سے آئیں، ملک آئے عرش سے
لے کر خدا کی طرف سے صلِّ علیٰ کے پھول

ہشیار اہل بیت کی لاشوں سے اے زمین
کملا نہ جائیں یہ ہیں رسولِ خدا کے پھول

قطعہ

ہے آج کربلا کا بیاباں لہو لہو
صحرائے دل فگار کا داماں لہو لہو

سب دشت وکوہ وجنگل ومیداں لہو لہو
وہ رزم گاہِ شاہِ شہیداں لہو لہو

فضیلت حسین کی

مولانا شبلی پوکھریروی

جب قلبِ مصطفیٰ میں ہے الفت حسین کی
پھر سوچئے کہ کیا ہے فضیلت حسین کی

سر داد، پر یزید کو ہرگز دیا نہ ہاتھ
ثبت ہے دو جہاں پہ صداقت حسین کی

جب جان اپنی راہ خدا میں نثار کی
فردوس بن گئی ہے سکونت حسین کی

وہ ذاتِ ترجمانِ حدیث وفا ہوئی
ہے نقش جس کے دل میں محبت حسین کی

ان کے لہو کا حسنِ تقدس نہ پوچھئے
سمجھے گا کون کیا ہے حقیقت حسین کی

شبلی اس عہد نو کی ترقی کو آج کل
ہے ہر قدم پہ اب بھی ضرورت حسین کی

صبر کی تفسیر

سید اولادِ رسول قدسی صاحب

اسلام زندہ لاش تھا شبیر کے بغیر
جیسے کوئی مکان تھا تعمیر کے بغیر

آیاتِ صبر کیسے سماتیں شعور میں
ذاتِ حسین صبر کی تفسیر کے بغیر

کب اہل حق نگاہ میں رکھتے ہیں وقت کو
میداں میں کود پڑتے ہیں تدبیر کے بغیر

ظلمت حواس باختہ ہوتی بھی کس طرح
قلبِ رسول پاک کی تنویر کے بغیر

ذوقِ نمو کو کرب کا ملتا رہا سکوں
آنکھوں میں درد کیسے ہو شہتیر کے بغیر

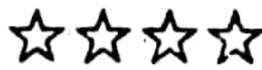
ایثار کے نصیب کو تسکین مل گئی
دیوانہ بے قرار تھا زنجیر کے بغیر

بے آب سر کٹا دیا اکبر نے جنگ میں
اصغر نثار حق پہ ہوئے شیر کے بغیر

حُر کے نصیب پر رہا قربان خود نصیب
باہوں میں خلد نے لیا تاخیر کے بغیر

حق زندہ باد! ظلم کا سینہ ہے چاک چاک
کندہ ہے کربلا میں یہ تحریر کے بغیر

میری حسینیت کا ہے یہ فیض تابناک
مشہور قدسی ہوگیا تشہیر کے بغیر



قطعہ

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتداء ہماری تیری انتہا کے بعد
قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حسین ابنِ علی

علامہ ظفر قادری پوکھریروی

نیرِ بزمِ شہیداں ہیں حسین ابنِ علی
فاطمہ کے ماہِ تاباں ہیں حسین ابنِ علی

عظمتِ دیں رسولِ دو جہاں کے واسطے
پاسباں ہیں اور نگہبان ہیں حسین ابنِ علی

دشمنِ دین شہنشاہِ مدینہ کے لئے
ڈھال ہیں! خنجرِ بُرّاں ہیں حسین ابنِ علی

خود ظفرؔ آلِ ظفرؔ اور ظفرؔ کے ماں باپ
سب غلامِ شاہِ جیلاں ہیں حسین ابنِ علی

صبرِ حسین

دلکش رانچوی

آؤ تمہیں بتائیں نام حسین کیا ہے
اللہ کی رضا ہے تسخیر کربلا ہے
اسلام کی ضمانت شہدائے کربلا ہے
یہ حرف حرف لوحِ محفوظ پر لکھا ہے
تیغوں کے سائے سائے پڑھنا نمازِ الفت
حسنین کی امامت ہر شخص چاہتا ہے
اس بات کا ہے ضامن ذکرِ شہید اعظم
سر دے کے مصطفیٰ کی امت بچالیا ہے
خوابِ براہیمی کو کربل کی سرزمین پر
تعبیر کا لبادہ شبیر نے دیا ہے
نام حسین دلکشؔ صبر حسین دلکشؔ
میدانِ کربلا میں خون سے لکھا ہوا ہے

ضرورت حسن کی ہے

حیدر لاری صاحب

محفوظ جس کے دل میں محبت حسن کی ہے
لاریب ایسے شخص پہ رحمت حسن کی ہے

کہنے کے واسطے تو مسلمان ہیں مگر
صورت حسین کی ہے نہ سیرت حسن کی ہے

باطل کے آگے سر نہ جھکائیں گے ہم کبھی
پیش نظر ہمارے شجاعت حسن کی ہے

بچپن میں شہسواری کو دوشِ نبی ملا
تقدیر میرے حسین کی قسمت حسن کی ہے

اس دور پرفتن میں بھی انصاف کے لئے
امن واماں کو اب بھی ضرورت حسن کی ہے

دشمن سے انتقام نہ لینا ہمارے بعد
اے اہل بیت سن لو وصیت حسن کی ہے

حیدر غم حیات مسلسل کے باوجود
شاداں ہے کیونکہ اس پہ عنایت حسن کی ہے

غم هجراں

حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ

فرزندِ رسول امام حسین سے جب کہ مدینہ چھوٹ گیا
نازک تھا بہت نازوں کا پلا وہ شیشۂ دل جو ٹوٹ گیا

دیکھا کیسے یہ تو نے فلک اے غیرت حق اللہ الصمد
اک ظلم شعارِ ستم پیشہ فرزندِ رسول کو لوٹ گیا

قائم رہے کیسے ارض وسماں زینب نے لاشۂ شہ سے کہا
نانا کا مزار تو چھوٹا تھا بھائی کا بھی دامن چھوٹ گیا

اللہ اللہ کیا وہ نقشہ تھا عابد کی زباں پر جاری تھا
اس غربت وکرب وبلا میں کیا ہم سب کا نصیبہ پھوٹ گیا

کیوں دل میں ہوک سی اٹھی ہے یہ کیسی گریہ وزاری ہے
کیوں دامنِ صبر ورضا سید ہاتھوں سے ہمارے چھوٹ گیا

حسینی چمن

مولانا شبلی پوکھریروی

صدقۂ مصطفیٰ پاک ہیں پنجتن
ہیں علی فاطمہ اور حسین و حسن
تذکرہ یوں کریں ان کا اہل سنن
حاصلِ انجمن نازشِ علم و فن

باادب اے فصیحانِ اہل سخن
ہے حسینی چمن یہ حسینی چمن

ہے صداقت میں وہ مظہر بوبکر
جس کی حق گوئی پہ ناز کرتے عمر
ہے سخاوت میں عثمانِ غنی کا اثر
زور بازو میں ہرگل علی کا ثمر

کربلا کی زمیں پر ہے باطل شکن
ہے حسینی چمن یہ حسینی چمن

وہ عباس وقاسم کی کیا شان ہے

ہو فدا اس پہ اکبر کا ارمان ہے

دولھا عون محمد بھی برہان ہے

مذہب حق پہ اصغر بھی قربان ہے

کربلا میں بہتر ہیں سب گل بدن

ہے حسینی چمن یہ حسینی چمن

پرچمِ دینِ حق جس نے اونچا کیا

جان ومال اور اولاد کر کے فدا

پارسا پارسا پارسا پارسا

ہیں حسین ابن شیر خدا باخدا

جن سے بے شک معطر ہے حق کا چمن

ہے حسینی چمن یہ حسینی چمن

ماہِ علی فاطمہ

حضرت محبوب رضا روشن القادری

حسین تم کو ادب سے سلام کرتے ہیں
تمہارا ذکر تمہارے غلام کرتے ہیں

علی وفاطمہ زہراء حسن کے چاند ہو تم
تمہارا پیار نبی! صبح وشام کرتے ہیں

تمہاری شان شجاعت کو کون بھولے گا
تمہارے نام پہ مرکر ہی نام کرتے ہیں

نثار صبر پہ تسلیم پہ نہ کیوں جائیں
جو زخم کھاکے بھی اچھا کلام کرتے ہیں

ہے یاد آج بھی دنیا کو خون کا منظر
جو سر کٹا کے ہی مذہب کا کام کرتے ہیں

دو صدقہ اکبر واصغر کا اپنے روشن کو
عطا جو صدقۂ خیر الانام کرتے ہیں

صداقت حسین کی

حضرت بیکلؔ اتساھی

کلمہ توحید ہے تیری شہادت اے حسین

تو نہ ہوتا تو نہ رہ جاتی صداقت اے حسین

تیری قربانی نے زندہ کردیا اسلام کو

وہ رہے گا تا ابد تیری بدولت اے حسین

طالبانِ منزلِ امن وسکوں کے واسطے

تیری قربانی ہوئی شمع ہدایت اے حسین

ملتِ اسلام کو ملتا ہے اک درسِ حیات

کیسے بھولیں ہم تیرا یومِ شہادت اے حسین

احتمال آنے کا ہے پھر سے یزیدیت کا دور

پھر جہانِ نو کو ہے تیری ضرورت اے حسین

حال میرا کچھ بھی ہو میرا عقیدہ ہے یہی

بخشوائے گی مجھے تیری محبت اے حسین

شہیدِ اعظم

حسین جیسا شہیدِ اعظم جہاں میں کوئی ہوا نہیں ہے
چھری کے نیچے گلا ہے لیکن کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے
عدو تھے جب سر پہ تیغ تولے حسین سجدے میں گر کے بولے
مدینے والے گواہ رہنا نماز میری قضا نہیں ہے
پکارے عباس اے سکینہ میں پانی لاؤں گا خوب پینا
کٹے ہیں بازو چھدا ہے سینہ ابھی میرا سر کٹا نہیں ہے
حسین فرمائے ساتھیوں سے ادا کرو پر جلال سجدے
ہے تیغ خنجر تبر کا سایہ کیا ہمارا خدا نہیں ہے
غریب امتِ بے بسی پر حسین کا دل جھکا ہے لیکن
یزید جیسے شقی کے آگے حسین کا سر جھکا نہیں ہے
یزید دنیا میں لاکھوں آئے اور شمر نے بھی ظلم ڈھائے
چراغ توحید پھر بھی لوگو! جلا ہے لیکن بجھا نہیں ہے

نواسہ کوئی نہیں

حضرت حسین جیسا نواسہ کوئی نہیں
یعنی امام پاک کے جیسا کوئی نہیں

کاندھے پہ جن کو اپنے بٹھایا رسول نے
سینے سے اپنے جن کو لگایا رسول نے
عالی مقام آپ کے جیسا کوئی نہیں
یعنی امام پاک کے جیسا کوئی نہیں

سجدے میں سر ہے لب پہ نامِ خدائے پاک
ہر فرد اہل بیت کا بے شک ہے تابناک
ان جیسا آسماں پہ ستارہ کوئی نہیں
یعنی امام پاک کے جیسا کوئی نہیں

سجدے میں سر کٹا دیا زہراء کے لال نے
روشن ضمیر پیکرِ حسن و جمال نے
جیسے میرے حسین ہیں ویسا کوئی نہیں
یعنی امامِ پاک کے جیسا کوئی نہیں

وعدہ

شمسؔ صاحب

ہستی مٹائی خون بہایا حسین نے
گلزارِ مصطفیٰ کو سجایا حسین نے

اک دم میں قتل ہو کے انیس سو پچاس
جب ذوالفقار رن میں اٹھایا حسین نے

امت گنہگار تھی نانا کی اس لئے
کنبے کو کربلا میں کٹایا حسین نے

فردوس کس طرف ہے جہنم ہے کس طرف
نقشہ کو کربلا میں دکھایا حسین نے

سجدے میں سر کو دے دیا اف تک نہیں کیا
بچپن کا ایسا وعدہ نبھایا حسین نے

اے شمسؔ ان کے صبر و تحمل کو دیکھئے
دنیا لٹائی !دین بچایا حسین نے

اچھی استقامت

شمیم احمد شمیمؔ

نواسہ ہے نبیؐ کا ان کی جلوت کتنی اچھی ہے
مشیت جس پہ نازاں ہے وہ سیرت کتنی اچھی ہے

وہ جس سے ہوگئی اسلام کی حفظ وبقا ممکن
حسین ابن علی تیری شہادت کتنی اچھی ہے

سرِ مقتل خدائے پاک کی تسبیح وردِ لب
تقدس جس پہ قرباں تیری خلوت کتنی اچھی ہے

فلک کے چاند تارے محو حیرت کہہ رہے تھے یوں
حسین پاک تیری استقامت کتنی اچھی ہے

شمیمؔ احمد کے گھر بھر کے دلوں میں آپ کی یادیں
عنایت آپ کی اے میرے حضرت کتنی اچھی ہے

عرفانِ حق

شبنم کمالی

حق نے کیا ہے آپ کو ذیشان یا حسین
ملکِ وفا کے آپ ہیں سلطان یا حسین

یہ ظلم یہ فریب ! انھیں نے کیا شہید
جن کے بلائے آپ تھے مہمان یا حسین

خونِ جگر سے سینچ کے اسلام کا شجر
سب پہ کیا ہے آپ نے احسان یا حسین

وہ حق شناس جن کو ہے الفت رسول سے
ہوتے ہیں دل سے آپ پہ قربان یا حسین

آنکھیں بھی جن کی نم نہ ہوں یادِ حسین میں
ہونگے وہ کس طرح کے مسلمان یا حسین

اہل جہاں کو آپ نے آخر بتا دیا
عرفانِ حق کے آپ ہیں میزان یا حسین

دل کو کریں وہ چاک اگر فائدہ ہو کچھ
کرتے ہیں چاک جو بھی گریبان یا حسین

جو کربلا میں آپ نے درسِ عمل دیا
نورِ یقیں ہے رونقِ ایمان یا حسین

پھر دینِ حق پہ بڑھ گئی یلغار! المدد
کرنے لگے ہیں غیر پریشان یا حسین

قربان اپنے خویش و اقارب کو کر دیا
سچ ہے کہ آپ حق کی ہیں برہان یا حسین

شبنم بھی دیکھے آپ کے روضہ کی چاندی
دل میں ہے اس کے اب یہی ارمان یا حسین

سجدہ حسین کا

مولانا شبلی پوکھریروی

از فرش تا با عرش ہے چرچا حسین کا
اللہ کا حبیب ہے نانا حسین کا

سارا زمانہ آج ہے شیدا حسین کا
کتنا عظیم دیکھ ہے رتبہ حسین کا

گردن کٹایا آپ نے اسلام کیلئے
پھیلا ہوا ہے ہر سو اُجالا حسین کا

نورِ نگاہِ شیرِ خدا، فاطمہ کا لال
بے شک حسن بھی بھائی ہے اچھا حسین کا

تلوار و تیر، خنجر و نیزہ کے درمیاں
محبوب رب کو ہوگیا سجدہ حسین کا

بغداد ہو کے کاش بریلی کی راہ سے
شبلی بھی جاکے دیکھ لے روضہ حسین کا

اسلام کے لئے

زاہدہ طلعت بھیونڈی

عظمت نبی کے دیں کی بڑھایا حسین نے
سجدہ میں اپنے سر کو کٹایا حسین نے

بھوکے پیاسے رہ کے بھی اسلام کے لئے
خوں اپنے خانداں کا بہایا حسین نے

بیعت نہ کی قبول مگر سر کو دے دیا
حق کیا ہے کربلا میں بتایا حسین نے

سینچائی کر کے خونِ جگر سے جہان میں
اسلام کے چمن کو بچایا حسین نے

مشکل میں جب بھی نام لبوں پر مچل گیا
طلعت کے درد ودکھ کو مٹایا حسین نے

پیغامِ حسین

عبدالعزیز غازی

حسینِ صدق وصداقت حسین صبر کا نام
حسین روحِ عبادت حسین دین تمام

بساطِ علم ہی کیا جو سمجھ سکے تجھکو
حدودِ عقل و نظر سے بلند تیرا مقام

تیرے لہو نے تو بے جاں کو زندگی بخشی
بھلاسکے گا نہ احسان یہ تیرا اسلام

کٹادو! سر نہ جھکے ظلم وجبر کے آگے
حسینیوں ہے یہی تو حسین کا پیغام

وہ سجدہ آخری تیرا کہ بندگی ہے نثار
حسین دوشِ رسالت کے شہسوار! سلام

یہی ہے مذہب غازی تو اصلِ ایماں ہے
دیا نہ تو نے بگڑنے پیمبری کا نظام

جگر گوشۂ بتول

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ نعش جگر گوشۂ بتول

اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگِ رسول

کرتی رہے گی پیش شہادت حسین کی
آزادیٔ حیات کا اک سرمدی اصول

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

تھی داستاں دراز بھی اور گداز بھی
لیکن کہاں یہ دل کہ دیا جائے اس کو طول

نسبتِ حسین

جس دل کو تیری ذات سے نسبت ہے یا حسین
اس پر خدا کا سایۂ رحمت ہے یا حسین

دل بندِ فاطمہ و جگر بند بو تراب
تو نورِ چشم و قلبِ نبوت ہے یا حسین

اس دل کا کیوں طواف نہ ارض و سما کرے
جس دل کو تیرے غم سے محبت ہے یا حسین

تقدیر بھی بلند ہے اس کے حیات کی
جس پر کہ تیری چشمِ عنایت ہے یا حسین

بخشی تھی تو نے اپنے لہو سے جسے حیات
پھر آندھیوں کی زد پہ وہ امت ہے یا حسین

خونِ گلوئے اصغرِ معصوم کی قسم
دنیا کو آج تیری ضرورت ہے یا حسین

وقت کی معراج

ڈاکٹر ظفر حمیدی

ہے مدینہ کا ہر اک ذرہ فغاں سنجِ حسین
اور کچھ گھر ہیں جہاں نغمۂ شہنائی ہے

محوِ حیرت ہیں شہیداں احد، بدر وحنین
کربلا میں ہوئی مقتول جو سچائی ہے

ہیں جہنم کے لئے شمر وزیاد اور یزید
خوش جہنم ہے کہ کیا خوب غذا پائی ہے

دیکھ کر عظمتِ ہر قطرۂ خونِ شبیر
کتنی شرمندہ سی فردوس کی رعنائی ہے

اس کی وسعت میں تو آفاق کی وسعت گم ہے
جسمِ شبیر کے زخموں کی جو گہرائی ہے

آج بھی تشنہ ہے ہر موجۂ دریائے فرات
اس نے انمول سے پیاسوں کی قسم کھائی ہے

یہ کرب وبلا

حضرت واثق

آنکھوں سے لگاؤ اسے خاک شفا ہے
یہ کرب و بلا ہے

اس خاک پہ گل کاریٔ خون شہداء ہے
یہ کرب و بلا ہے

اس خاک پہ اسلام کو سرور نے بچایا
اور خود کو مٹایا

اس خاک پہ سجدہ کرو یہ قبلہ نما ہے
یہ کرب و بلا ہے

نانا سے جو وعدہ تھا وفا کر گئے شبیر
کھا کر تبر و تیر

اس خاک پہ تحریر وہی حرف وفا ہے
یہ کرب و بلا ہے

جب تپتے ہوئے ماریہ میں قافلہ پہنچا
بولے شہ والا

یہ منزل آخر ہے یہی مرنے کی جا ہے
یہ کرب و بلا ہے

عاشورہ کو شبیر کا گھر ہوگیا خالی
کوئی نہیں والی

شبیر کے ہونٹوں پہ مگر شکر خدا ہے
یہ کرب و بلا ہے

باقی نہ بچا عصر تلک کوئی مجاہد
اللہ ہے شاہد

شبیر کا سر سجدۂ باری میں جھکا ہے
یہ کرب و بلا ہے

بعد شہہ خیمے جلے اہل حرم کے
چادر چھنی سر سے

عاشورہ کو یہاں جو بھی ہوا ہوش ربا ہے
یہ کرب و بلا ہے

شہادتِ عظمیٰ

شبیر احمد راہیؔ

فیضانِ شوق تیری شہادت کا عام ہے
پر کیا کریں کہ ذوقِ جنوں اپنا خام ہے

وہ موتِ زندگی ہی نہیں اک پیام ہے
مرنے کے بعد بھی اسے حاصل دوام ہے

شبیر کی نگاہِ حقیقت شناس میں
سر مصلحت میں اپنا جھکانا حرام ہے

صد حیف اس شہادتِ عظمیٰ کے بعد بھی
انساں یزید و شمر کا اب تک غلام ہے

اللہ کے رسول کی امت کے واسطے
گھر بار سب لٹادیا کیا اہتمام ہے

راہیؔ جو عشق ہے مجھے آلِ رسول سے
اس کا یہ اک ثبوت میرا اپنا نام ہے

حسین ابنِ علی

حضرت نظرؔ جالنوی

واسطہ جس کو ہو جانِ حیدر کرار سے
کیوں نہ قربت اس کو ہو کونین کے مختار سے

کس قدر پیارے نواسے تھے رسول اللہ کو
دوشِ اقدس پر بٹھاتے تھے انھیں کیا پیار سے

دورِ حاضر میں بھی پیدا ہو گئے ایسے یزید
بیر جو رکھتے ہیں آلِ احمدِ مختار سے

ظلم جب بڑھ جائے حد سے صبر کا یارانہ ہو
ہو جوابِ آخری تلوار کا تلوار سے

پرچمِ اسلام ہے عالم میں لہرایا ہوا
وہ شہیدِ کربلا حق کے علم بردار سے

سر بلندی پائے گا وہ دین و دنیا میں نظرؔ
جو سبق لے حضرت شبیر کے کردار سے

ہمارے حسین

عنبرؔ امجدی

نورِ عینِ رسالت ہمارے حسین
تاجدارِ امامت ہمارے حسین

آفتابِ ھدیٰ ابنِ شیرِ خدا
جانِ خاتونِ جنّت ہمارے حسین

بھوکے پیاسے مگر! پرچمِ حق لئے
پیکرِ استقامت ہمارے حسین

عرش تا فرش رب کی رضا کے لئے
صدرِ بزمِ شہادت ہمارے حسین

صبر پر جن کے ہر صبر قربان ہے
مہرِ برجِ قناعت ہمارے حسین

غور سے سن تو اے عنبرؔ امجدیؔ
کہتی ہے ساری خلقت ہمارے حسین

فاطمہ کے لال

زاہدہ طلعتؔ بھیونڈی

دل میں نبی کے تیری محبت ہے یا حسین
تجھ سے بقائے حسن شریعت ہے یا حسین

تم فاطمہ کے لال ہو شبیر خوش خصال
مشہور تیرا یومِ شہادت ہے یا حسین

تم نورِ عینِ فاتحِ خیبر ہو بالیقیں
تجھ پہ نثار ساری شجاعت ہے یا حسین

بھوکے پیاسے دین کی عظمت پہ جان دی
کتنی عظیم آپ کی خدمت ہے یا حسین

کوثر کا جام حشر میں اس کو ملے ضرور
جس شخص کو بھی آپ سے نسبت ہے یا حسین

مشکل کشائی کیجئے اصغرؔ کے واسطے
کہتی یہی تو آپ سے طلعت ہے یا حسین

وصفِ پنجتن

سید قیصر الوارثی

جس دل میں حبِّ آلِ نبی کا اثر نہیں
تاریک ہے وہ نور کا اس میں گذر نہیں

کہتا ہے کون ذکرِ شہادت حرام ہے
کیا خود یہ ذکر کرتے تھے خیر البشر نہیں؟

شانِ نزول آیتِ تطہیر دیکھ لو!
گر پنجتن کے وصف کی تم کو خبر نہیں

جتنے پڑے ہیں نور کے ٹکڑے یہ خاک پر
ان میں سے کون غیرتِ شمس و قمر نہیں

یہ وقتِ ذبح لب پہ دعا تھی حسین کے
جب تک ہے دم اٹھے تیرا سجدے سے سر نہیں

قیصر جسے ہے دشمنی آلِ رسول سے
ایماں نصیب ہوگا اسے عمر بھر نہیں

منقبت

صائم چشتی (فیصل آباد)

قرآن کی توہین کو شبیر نہ مانے
شیطان کے آئین کو شبیر نہ مانے

جو سر پہ پڑا کوہِ الم جھیل لیا وہ
ہر فتنۂ فتین کو شبیر نہ مانے

ہر تیر جفا سینۂ گلگوں سے لگایا
سلطانیٔ بے دن کو شبیر نہ مانے

آغوش میں قربان کیا نورِ نظر کو
بے نور قوانین کو شبیر نہ مانے

اسلام کی گردن پہ چھری چلنا تھی جس سے
اس فتویٔ سنگین کو شبیر نہ مانے

قانون محمّد کا طلب کرتے تھے صائم
کسرائی سلاطین کو شبیر نہ مانے

ذکرِ شہادت

علامہ حسن رضا خاں

بہاروں پر ہیں آج آرائش گلزار جنت کی
سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی

گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی

علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کے سیادت کی

زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور وظلمت کی

یہ وہ شمعیں ہے جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گذاریں شب مصیبت کی

یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہے
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافور ظلمت کی

جدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس وصل وفرقت کی

اِدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
اُدھر ساغر لئے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی

زمین کربلا پر آج ایسا حشر برپا ہے
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی

اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
مٹادی دین کے ہمراہ عزت شرم وغیرت کی

مگر شیر خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی

شہیدِ ناز رکھ دیتا ہے گردن آبِ خنجر پر
جو موجیں باڑھ پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی

حسنؔ سنی ہے پھر افراط وتفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش اربابِ سنت کی

منقبت

دلکش رضا

ہوا کربلا میں یہ کیسا ستم
تھا محمدؐ کا عالم خدا کی قسم
لعینوں نے آلِ نبی کو ستایا
زمیں پہ لہو سیدوں کا بہایا
مگر ڈگمگایا نہ ان کا قدم
ہوا کربلا میں یہ کیسا ستم

کٹے سر بہتر جو راہِ خدا میں
الٰہی یہ کیا ہوگیا کربلا میں
اجاڑا گیا باغِ شاہِ امم
ہوا کربلا میں یہ کیسا ستم

حسین ابن حیدر نے گردن کٹائی
مگر آج دینِ نبی کی بچائی
نہ جھکنے دیا دینِ حق کا علم
ہوا کربلا میں یہ کیسا ستم

لکھے کیسے دلکشؔ حسینی کہانی
کہ رکتی نہیں آنسوؤں کی روانی
مٹے گا نہ دل سے شہیدوں کا غم
ہوا کربلا میں یہ کیسا ستم

قطعہ

حسن کے دلوں میں عشق امام حسین ہے
ہاں ہاں وہی تو آج غلام حسین ہے
قرباں خدا کی راہ میں ہوگی کسی بھی دن
دلکشؔ کی زندگی بھی بنامِ حسین ہے

کتنا عظیم معرکۂ کربلا ہوا
حیدر کا بچہ بچہ بھی حق پر فدا ہوا
مستی شراب شوق شہادت کے سر میں تھی
چہرہ تھا تشنگی میں گل سا کھلا ہوا

محمود

غمِ حسین

مولانا محمود ایولوی

ایک ساتھ موت وزیست کی تصویر دیکھئے
خنجر کے نیچے سجدۂ شبیر دیکھئے

جبریل سیر خلد کراتے تھے گود میں
سبطِ رسول پاک کی توقیر دیکھئے

حسن حسین آپ نے دیکھے نہ ہوں اگر
ہر آنے والی صبح کی تنویر دیکھئے

بہتی ہے بن کے رہ حق میں اسی طرح
اک نیک ماں کے دودھ کی تاثیر دیکھئے

خیموں میں جا کے خود شب عاشورہ میں حسین
دیتے ہیں سب کو صبر کی جاگیر دیکھئے

محمود دل کے زخم جو روشن ہیں چاند سے
یہ ہے غمِ حسین کی تاثیر دیکھئے

صورتِ شبیر

مولانا محمود ایولوی

تربت میں چھپ کے صورتِ شبیر رہ گئی
لیکن جہاں میں پھیل کے تنویر رہ گئی

چلنے کو بوسہ گاہ نبی پر چلی مگر
منہ میں دیکھتی حسین کا شمشیر رہ گئی

اصغر کے خون نے رنگ دیا بام و در تمام
کہئے نہ قصرِ دین کی تعمیر رہ گئی

ٹکرانے جارہی تھی زمیں آسمان سے
خاکی تھی مل کے خاک میں توقیر رہ گئی

دیکھا جو سر کو طالبِ دستِ حسین نے
دل ہی میں گھٹ کے ظلم کی تدبیر رہ گئی

محمود بن کے آؤ گے تم کربلا چلو!
بن کے وہاں ہزاروں کی تقدیر رہ گئی

آئیۂ تطہیر

مولانا شبلی پوکھریروی

ادا حق کردیا تونے شہ دین کی نقابت کا
ہے یوں شاداب گلشن آج اسلامی شریعت کا

خزاں آنے نہ پائے باغِ دیں پر سوچ کر تونے
بہایا کربلا میں خون اپنی آل و عترت کا

بشانِ بندگی تکمیل اس کی کردیا تونے
زمیں تا عرش تھا شہرہ جس شہادت کا

ہے ظاہر آیۂ تطہیر سے پاکیزگی تیری
لقب شبیر ہے پھر کیا بیاں ہو تیری رفعت کا

پیاس و بھوک، خنجر، تیر و نیزہ، کربلا شبلی
بیاں ممکن نہیں ہے ان کے صبر و استقامت کا

مدحت حسین کی

ایوب شفق ناگپوری

ہر فرد کی زباں پہ ہے مدحت حسینؑ کی
کونین میں ہے آج بھی شہرت حسینؑ کی

قول و عمل میں عکسِ رسالت مآب ہے
اللہ کی کتاب ہے سیرت حسینؑ کی

ظلم و جفا و حرص و ہوس ہیں عروج پر
دنیا کو آج پھر ہے ضرورت حسینؑ کی

جب جب بھی ظلم و جبر کے بادل گھر آئیں گے
دنیا کرے گی یاد شہادت حسینؑ کی

احساسِ کمتری کا وہ کیونکر شکار ہو
جس دل میں بس گئی ہو محبت حسینؑ کی

ہے اسوۂ حسینؑ شفق ضامنِ حیات
اللہ رے بلندی و رفعت حسینؑ کی

اشکِ غم

مولانا محمود ایولوتی

ہر اشک کی لو شمع نما دیکھ رہا ہوں
غم خانہ شبیر سجا دیکھ رہا ہوں

دو فوج میں دو رنگ جدا دیکھ رہا ہوں
اک تیرگی ،اک نورِ خدا دیکھ رہا ہوں

وہ چشمِ فلک سے بھی گرے اشکِ کواکب
مغموم دو عالم کی فضا دیکھ رہا ہوں

شہ بولے اُدھر حُر ہیں ابھی تیر نہ پھینکو
ظلمت میں، میں ایماں کی ضیاء دیکھ رہا ہوں

اللہ رے یہ شوقِ عبادت سرِ شبیر
تلوار کے سایے میں جھکا دیکھ رہا ہوں

تصویرِ تصور میں ہے شبیر کی محمود
آجائے ہاں! ایسے میں قضا دیکھ رہا ہوں

مظہرِ شیرِ خدا

حافظ علاؤ الدین رضویؔ

ہمارے پیشوا تم ہو ہمارے مقتدا تم ہو

عدوئے دیں کی خاطر مظہر شیر خدا تم ہو

ہے جس کی اظہار حق پر ناز دنیا کو

شہید عشق دین حق مرے قبلہ نما تم ہو

شہیدوں میں بھی جس کی شہادت کا حسین چرچا

قیامت تک ہر اک بزم وفا کے مقتدا تم ہو

وہ جس نے اپنے خوں سے گلشن اسلام کو سینچا

امام الانبیاء کی بوسہ گاہ ہے پر ضیاء تم ہو

وہ جس کے صبر پہ افلاک بھی نازاں ہے

فضائے قلب رضوی میں وہ شمس بازغہ تم ہو

لاکھوں سلام

حضرت ضیاء بدایونی

خاصۂ ربِ داور پہ لاکھوں سلام
مالکِ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام
نورِ عین پیمبر پہ لاکھوں سلام
تشنۂ آب خنجر پہ لاکھوں سلام
اس شہید دلاور پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کو جھولا فرشتے جھلاتے رہے
لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے
جس کو کندھوں پہ آقا بٹھاتے رہے
جس پہ خنجر سفاک چلاتے رہے
اس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانانِ جنت کا سالار ہے
جس کا نانا دو عالم کا سردار ہے
جو سراپائے محبوبِ غفار ہے
جس کا سر دشت میں زیرِ تلوار ہے
اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

قطعہ

خوب شبیر تیری صبر و شکیبائی ہے
غم پہ غم پھر بھی نہ چہرے پہ شکن آئی ہے
کچھ نہ کچھ لائی ہے پیغامِ شہیدانِ وفا
اتنی اٹھلائی جو محمود صبا آئی ہے

لاکھوں سلام

حضرت محبوب رضا روشنؔ القادری

نورِ عینِ رسالت پہ لاکھوں سلام
تاجدار امامت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ مصطفیٰ ابن شیر خدا
جانِ خاتونِ جنت پہ لاکھوں سلام

ناف تا ناخنِ پا شبیہِ نبی
مظہر نور وحدت پہ لاکھوں سلام

دین پر جس نے اولاد و سر تک دیا
اس کی بے لوث خدمت پہ لاکھوں سلام

تین دن جس کو دانہ نہ پانی ملا
اس کی شانِ قناعت پہ لاکھوں سلام

خون سے جو وضو کر کے سجدہ کرے
اس کی پیاری عبادت پہ لاکھوں سلام

کہہ رہا ہے کھڑا روشنؔ القادری
ان کی طاہر سیادت پہ لاکھوں سلام

جاں نثاروں کو سلام

حضرت علامہ الیاس عطار قادری (کراچی)

کربلا کے جاں نثاروں کو سلام
فاطمہ زہراء کے پیاروں کو سلام
مصطفیٰ کے ماہ پاروں کو سلام
نوجوانوں گل آزاروں کو سلام
کربلا تیری بہاروں کو سلام
جاں نثاری کے نظاروں کو سلام
ہوگئے قرباں محمد اور عون
سیدہ زینب کے پیاروں کو سلام
کربلا میں ظلم کے ٹوٹے پہاڑ
جن پہ ان سب دل فگاروں کو سلام
اکبر واصغر پہ جان قربان ہوں
میرے دل کے تاجداروں کو سلام

جس کسی نے کربلا میں جان دی
ان سبھی ایمان داروں کو سلام

بے بسی میں بھی حیا باقی رہی
سب حسینی پردہ داروں کو سلام

تین دن کے بھوکے پیاسے یا نبی
آپ کے آنکھوں کے تاروں کو سلام

جو حسینی قافلے میں تھے شریک
کہتے ہیں عطار ساروں کو سلام

قطعہ

کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی
فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی
شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
ہوائیں آ رہی ہیں ان کھڑکیوں سے باغ جنت کی

سلام

حضرت ناصرؔ صاحب

سلطانِ کربلا کو ہمارا سلام ہو
جانانِ مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

اکبر سے نوجوان بھی رن میں ہوئے شہید
ہم شکلِ مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

عباس نامدار ہیں زخموں سے چُور چُور
اس پیکر رضا کو ہمارا سلام ہو

اصغر سی ننھی جان پر لاکھوں درود ہوں
معصوم و بے گناہ کو ہمارا سلام ہو

دریا رواں ہے جوش میں آنکھوں کے سامنے
پیاسوں کے پیشوا کو ہمارا سلام ہو

ناصر ولائے شاہ میں کہتے ہیں بار بار
مہمانِ کربلا کو ہمارا سلام ہو

زینتِ دینِ مصطفٰے ہیں حسین

عبدالقدیر ہوش بریلوی

زینتِ دینِ مصطفٰے ہیں حسین
نورِ محبوب کبریا ہیں حسین

دل منور ہیں دونوں عالم کے
دونوں عالم کے دلربا ہیں حسین

ان کا جلوہ خدا کا جلوہ ہے
جانِ محبوب کبریا ہیں حسین

جس کو چاہیں یہ بخش دیں جنت
مالِک خلد با خدا ہیں حسین

غم نہ اصغر کا اور نہ اکبر کا
غم میں امت کے مبتلا ہیں حسین

تیر کھا کے مسکراتے ہیں
ہمت شیر کبریا ہیں حسین

دکھ پہ دکھ پھر بھی لب پہ شکرِ خدا
صبر کی ایک انتہا ہیں حسین

وعدہ یہ کم سنی کا ہے پھر بھی
اپنے وعدے پہ باوفا ہیں حسین

اس سے طوفان بھی لرزتا ہے
جس سفینے کے ناخدا ہیں حسین

جس نے دیکھا ہے دونوں عالم کو
اس سے پوچھو کہ کون کیا ہیں حسین

ہے رواں تیغ شمر گردن پر
محوِ دیدارِ کبریا ہیں حسین

شمر خنجر نہ پھر گردن پر
راحتِ قلبِ فاطمہ ہیں حسین

غیر ممکن ہے وہ مسلماں ہو
جسکی ہر بات سے خفا ہیں حسین

ایسا لگتا ہے دونوں عالم میں
گوہر سرخ بے بہا ہیں حسین

دشمنِ دیں ہے تو یزید مگر
وارثِ دینِ مصطفٰے ہیں حسین

مرضیٔ الحق پہ چھوڑ کر طیبہ
آج مہمانِ کربلا ہیں حسین

غم نہیں ہوش دونوں عالم میں
رہنما جب کہ ہر جگہ ہیں حسین